مولانا محمد اسرار ابن مدنی*

حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کا مکتوب

بنام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

(آپ کی چند اہم وضاحتیں)

خانقاہ رائپور برصغیر پاک وہند کی معروف ومشہور روحانی مراکز میں سے ہے' جہاں مسترشدین کی روحانی تربیت کیساتھ فکری اور نظریاتی تربیت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

خانقاہ رائپور کے مسند نشینوں میں بالترتیب حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز رائپوریؒ اور حضرت شاہ سعید احمد رائپوریؒ جیسے عبقری شخصیات شامل ہیں۔آخر الذکر بزرگ جناب شاہ سعید احمد رائپوریؒ قریبی عرصے میں انتقال فرما گئے جسکی شخصیت، علمیت اور افکار ونظریات کے حوالے سے انتہائی تحقیقی اور تنقیدی تعریفی شذرات اور مقالات کا سلسلہ جاری ہے جس پر ہم جیسے ادنی طالب علموں کیلئے رائے دینا قطعاً مناسب نہیں۔البتہ مولانا شاہ سعید احمد رائپوری اور خانقاہ رائپور کی علمی' فکری اور تاریخی پس منظر کو سمجھنے سے بہت سے باتیں واضح ہو جائیگی۔

معروف بزرگ اسکالر، صاحب قلم اور ممتاز عالم دین علامہ زاہد الراشدی صاحب اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

> ''جماعتی، تنظیمی اور تحریکی تعارف سے ہٹ کر ان کا اصل تعارف رائپور کی خانقاہ رحیمیہ کے حوالہ سے تھا وہ خانقاہ رائے پور شریف کے مسند نشین حضرت مولانا عبدالعزیزؒ کے فرزند اور رفیق کار تھے۔رائے پور کی خانقاہ برصغیر پاک وہند بنگلہ دیش میں روحانی اور فکری اثر ورسوخ رکھنے والی خانقاہوں میں ایک نمایاں مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور تحریک آزادی میں اس کا مستقل کردار ہے۔حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد اور ان کے رفقاء کار میں سے تھے، حضرت شیخ الہندؒ نے تحریک آزادی کے لئے جو تانا بانا بنا تھا، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اس نظم کے اہم رکن تھے اور مالٹا کی اسارت سے رہائی کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ضعف و

---

* رفیق ومعاون موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

علالت کے باوجود تحریک آزادی کو نیا رنگ دینے کی جو طرح ڈالی تھی، رائے پور کی خانقاہ کا اس میں بھی حصہ ہے، حضرت شیخ الہندؒ نے تشدد اور عسکریت کی پالیسی کو خیر باد کہہ کر عدم تشدد کو اپنی نئی جدوجہد کی اساس بنایا اور سیاسی وفکری تربیت سازی کو برصغیر میں علماء حق کی جدوجہد کے نئے دور کا سب سے بڑا ہتھیار قرار دیا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے قرآنی تعلیمات کے عام سطح پر فروغ، مختلف طبقات اور علمی حلقوں کے درمیان اختلاف کو کم کرنے اور دینی مدارس اور یونیورسٹیوں کے فضلا وطلبا کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کو اپنی جدوجہد کے اہم اہداف بتایا اور پھر اس رخ پر جب کام شروع ہوا تو مفکر انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے دہلی میں نظارت قرآنیہ کے عنوان سے فکری مراکز کی شکل اختیار کر گئی۔ اس پروگرام کے مطابق علماء اور کالجوں کے فضلاء کی ذہن سازی میں جہاں بہت سے دیگر اکابر علماء کرام کی محنت تاریخ کا حصہ ہے۔" (الشریعہ ص۵۱ نومبر۲۰۱۲ء)

لیکن اتنی عظیم نسبتوں کے حامل بزرگ کو تنقید کے بے رحم تیر سے نشانہ بنایا گیا۔ کسی نے گمراہ قرار دیا کسی نے دیوبندیت سے نکالا...... کسی نے کافر تک کہا......افسوس کہ ہمارے ماحول میں اعتدال کا فقدان دن بدن بڑھتا جارہا ہے میرے کہنے کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ ان سے اختلاف نہ کیا جائے انکے افکار ونظریات سے کافی حد تک اختلاف کی گنجائش ہے۔ لیکن اختلاف کو باہمی جنگ وجدال فتویٰ بازی اور پروپیگنڈے کے بے رحم استعمال سے دور رکھا جائے تو بہت سے مسلکی اور نزاعی اختلافات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

علامہ زاہد الرشدی صاحب نے حضرت شاہ صاحب مرحوم سے اختلافات کی نوعیت اور حدود کا ذکر بڑے سلجھے ہوئے انداز میں کیا ہے:

"مجھ سے متعدد دوستوں نے ان کی زندگی میں ہمارے باہمی اختلاف رائے کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ اس اختلاف کا عقیدۃ ومسلک سے تعلق نہیں تھا بلکہ بعض سیاسی، معاشی اور تحریکی مسائل کی تعبیرات وتشریحات میں ہمارا زاویہ نگاہ مختلف تھا جواب بھی مختلف ہے لیکن یہ نظری اور فکری اختلاف ہے، مسلکی اختلافات اور نظری وفکری اختلافات کے الگ الگ دائروں کا فرق اب زیادہ تر ملحوظ نہیں رہا اور جسطرح ہم نے فقہی معاملات میں حق، باطل، خطا وصواب اور اولیٰ کے دائروں کو گڈمڈ کر رکھا ہے اسی طرح فکری اور اعتقادی دائروں کا فرق بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہوتا جارہا ہے۔" (الشریعہ ص۵۳ نومبر۲۰۱۲ء)

یقیناً علامہ راشدی صاحب نے بڑی پتے کی بات کی راقم کے خیال میں اگر ہم تکفیر، تفسیق، ترجیح، تجہیل جیسے الفاظ کے صحیح مطالب اور دائرہ کار پر غور کریں تو بہت سے مسائل کو سلجھا سکتے ہیں۔

راقم نے علامہ رائپوری کے متعلق بہت سے فتوے اور تنقیدی تجزیئے سنے تو دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ مثبت

زاویہ فکر سے ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ اتفاق سے مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق صاحب کا مطالعہ کررہا تھا اس میں مولانا رائے پوریؒ کا ایک نایاب مکتوب نظر نواز ہوا۔ مشاہیر پون صدی پر محیط اکابرین دعوت وعزیمت کے اصل خطوط کا عظیم خزینہ ہے جو آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ برصغیر میں دینی اور سیاسی تحریکوں کے عروج وزوال اور اقبال وادبار کی تاریخ لکھنے والے مؤرخ کیلئے اس سے زیادہ مستند مواد شائد وباید کہیں اور دستیاب ہو۔ مولانا رائے پوری کا یہ مکتوب ارباب علم ودانش اور مفتیان کرام کی عدالت میں ایک مقدمہ ہے، جس میں انہوں نے اپنا مسلکی مزاج اور دینی رخ وعقیدہ کا کھلم کھلا اظہار کیا ہے۔ مولانا رائے پوری پر تنقید کرنے والوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ اس مکتوب کو بغور پڑھے اور پھر رائے قائم کریں۔

۱۴ ستمبر ۲۰۰۰ء بخدمت محترم ومکرم حضرت مولانا صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج بخیر ہوں گے!

خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور برعظیم پاک وہند کی ایک عظیم خانقاہ ہے جس کے بانی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ ہیں جنہیں سید الطائفہ حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے سلسلہ کی خلافت عطا کی اور فقیہ الہند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی اپنے سلسلہ کی نسبت منتقل کرتے ہوئے خلق خدا کی روحانی وباطنی اصلاح کی ذمہ داری بھی سپرد کی حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو اپنے زمانہ کے علماء کرام میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ جہاں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے رفیق حریت اور ان کی غیر موجودگی میں تحریک ریشمی رومال کے نگران تھے وہاں آپ عالم اسلام کے دو عظیم تعلیمی اداروں دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے سرپرست بھی تھے۔ میرے والد محترم حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری نوراللہ مرقدہ بانی خانقاہ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے نواسہ تھے اور آپ کی تعلیم وتربیت حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی زیر نگرانی وزیر سایہ ہوئی، پھر شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے خلیفۂ اول حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی صحبت میں میرے والد محترم رہے تاوقتیکہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے انہیں اپنا جانشین اور خانقاہ رحیمیہ کا مسند نشین بنا دیا۔ میں نے الحمدللہ شاہ عبدالقادر رائے پوری کی خدمت میں ۳۰ سال گذارے اور ان کی خدمت میں رہ کر اس وقت کے چوٹی کے اکابرین علماء دیوبند سے خانقاہ رائے پور میں ملاقاتیں رہیں اور میں ان سے فیض یاب ہوتا رہا میں نے خانقاہ رائے پور میں مولانا محمد الیاس دہلوی امیر تبلیغی جماعت امام حریت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ ودیگر اکابرین مجلس احرار اسلام وجمعیت علماء ہند کی زیارت کی اور ان سے استفادہ کے لئے کئی سال تک خانقاہ رحیمیہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیتا رہا مذکورہ بالا تمام علماء کرام رحمھم اللہ نے کئی بار میری امامت میں نماز ادا کی۔ الحمدللہ یہ میرے بزرگوں کا میرے اوپر اعتماد اور میری خوش قسمتی تھی حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ میرے استاذ حدیث ہیں جب تک مدرسہ سہارنپور (مظاہر العلوم) میں، میں زیر تعلیم رہا تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی خصوصی شفقت میرے اوپر رہی حتی کہ تمام تعلیمی زمانہ میں میرا کھانا حضرت شیخ الحدیثؒ کے گھر سے آتا رہا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں ۳۰ سال گذارنے کے بعد اپنے والد محترم حضرت مولانا شاہ

عبدالعزیز رائے پوریؒ کی خدمت بھی ۳۰ سال تک کرنے کا مجھے شرف حاصل ہے۔ میرے والد محترم شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ بزرگوں کی یہ امانت میرے سپرد کر گئے اور مجھے خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی گدی پر اپنی حیات مبارکہ میں ہی بٹھا گئے، الحمدللہ میں نے اکابرین ائمہ و دیگر اکابرین علماء کرامؒ کے مشن پر پوری تندہی سے کام کیا ہے۔ آپ مجھے ۳۰ سال سے جانتے ہیں اور آپ خانقاہ رائے پور کے بزرگوں کا اعتماد جو میرے اوپر تھا اس سے بھی بخوبی واقف ہیں آج کل بعض شر پسند عناصر نے خود ساختہ چند غلط عقائد بنا کر میری طرف منسوب کرنے کی انتہائی مکروہ کوشش کی ہے تاکہ خانقاہ رائے پور کے عظیم سلسلہ اور میرے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔ میں اپنے اکابرین علماء دیوبند، اکابر رائے پور، اکابر مجلس احرار اور جمعیت علماء ہند کے مسلک و مشرب کا پابند اور ترجمان ہوں میرے خیالات اپنے بزرگوں اور سرپرستوں اور اکابرین دیوبند سے ذرہ بھر بھی مختلف نہیں ہیں۔ میں اپنے بزرگوں کی تصدیق سے چھپنے والی کتاب ''المہند علی المفند ''مولفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ میں مذکور عقائد کا ہی پابند ہوں، گمراہ کن پراپیگنڈے کے ذریعے سے پھیلائے جانے والے عقائد ونظریات سے میرا اور میرے متعلقین کا کوئی تعلق نہیں ہم بزور تاکید اسکی تردید کرتے ہیں۔ الحمدللہ ہم اپنے اکابر کے مشن اسلام کے اجتماعی غلبہ اور شریعت، طریقت، سیاست کے پروگرام کو لے کر چل رہے ہیں۔ جس سے ہزاروں نوجوان وابستہ ہو چکے ہیں۔ مغرب کے الحاد زدہ تعلیمی نظام میں پڑھنے والے ہزاروں نوجوان اس خانقاہ سے وابستہ ہو کر اپنی دینی و دنیوی اصلاح کر رہے ہیں۔ رمضان المبارک کے معمولات بھی خانقاہ کے پرانے دستور کے مطابق جاری و ساری ہیں۔ گذشتہ رمضان المبارک کا شیڈول و معمولات کی ایک کاپی بھی ارسال خدمت ہے۔ میں گذشتہ سال کیم مئی 1999ء کو اپنے مرکز رائے پور ہندوستان بھی گیا تھا۔ الحمدللہ آج بھی وہاں میرے اکابر کی محنت کے نتیجے میں اس خانقاہ کے ہزاروں متوسلین موجود ہیں اس دورہ ہندوستان کے احوال پر مبنی ایک خط پمفلٹ کی شکل میں بھیج رہا ہوں۔ والسلام سعید احمد رائپوری

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ مکتوب کو مولانا رائپوری اور اس کی جماعت کا اصل موقف سمجھ کر مطالعہ فرمائیں اور ان کے افکار ونظریات سے منسوب اختلاف کو محض سیاسی اختلاف قرار دیں تو ''دیوبندیت'' کے باہمی اتفاق واتحاد میں یہ بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوگا اور آئندہ کے لئے دیوبندیت کے وسیع تر مزاج و مذاق کے مطابق اپنی آراء کا انتہائی معتدل انداز میں اظہار کیا جائے تو بہت جلد باہمی نزاعات کا خاتمہ ہو سکے گا اور باہمی اتفاق و اتحاد کے حوالے سے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا وہ خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔ ان شاءاللہ

ع فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ کی نئی علمی اور تحقیقی پیشکش

اسلامی حکمرانوں کے اوصاف واخلاق

حضرت مولانا عبدالباقی حقانی (فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

ضخامت: 425 قیمت 250 روپے